تنویر العینین فی تکریم الوالدین

# حقوق الوالدین

(قسط نمبر: ۲)

تحریر: مولانا عبدالرحمٰن عزیزالہ آبادی خطیب مرکزی جامع مسجد اہلحدیث حسین خانوالہ پتوکی

۱۰) جنت کے دروازے: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ امامِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: (من أصبح مطيعاً لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنة وإن كان واحداً فواحداً) (رواہ البیہقی بحوالہ مشکوٰۃ: ۴۲۱/۲) ترجمہ: "جو شخص اپنے والدین کے حقِ اطاعت ادا کرنے میں اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے اس کیلئے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر والدین میں سے ایک زندہ ہے تو اس کیلئے ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ بلکہ ایک روایت میں تو باپ کو جنت کا درمیانہ دروازہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے امامِ کائنات ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: (الوالد أوسط أبواب الجنة فاحفظ ذالك أو ضيعه) (ابن ابی شیبہ والحاکم وصححہ البیہقی بحوالہ درمنثور: ۱۷۳/۴)

ترجمہ: "والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے تو اس دروازہ کی حفاظت کرے یا اس کو ضائع کرے" یعنی: فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں جنت کے دروازہ کی حفاظت ہے۔ نافرمانی اور دل آزاری میں اس دروازے کو ضائع کرنا ہے نیز ایک حدیث میں جنت اور دوزخ کا ذریعہ والدین کو قرار دیا گیا جیسا کہ حضرت ابوامامہؓ کی روایت سے ظاہر ہے کہ ایک شخص نے نبی رحمت ﷺ سے عرض کی: (يا رسول الله ﷺ! ماحق الوالدين على ولدهما؟ قال: هما جنتك ونارك) (ابن ماجہ بحوالہ مشکوۃ: ۴۲۱/۲) ترجمہ: "اے اللہ کے رسولؐ! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ دونوں تیری جنت ہیں یا تیری جہنم ہیں"۔ ماحصل یہ ہے کہ ماں باپ کی خدمت ان کے ساتھ حسنِ سلوک ان کی راحت وآرام کا خیال رکھو گے، فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں لگے رہو گے تو تمہارا یہ عمل دخولِ جنت کا سبب بنے گا، اگر نافرمانی اور بدسلوکی کرو گے اور ان کو ستاتے رہو گے تو وہ تمہارے دخولِ جنہم کا سبب بنیں گے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی: امامِ کائنات ﷺ نے فرمایا: (رضا الله في رضا الوالدين وسخط الله في سخط الوالدين) (درمنثور: ۱۷۲/۴) ترجمہ: "اللہ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے"۔ ایک حدیث میں اس طرح مرقوم ہے:

(رضى الرب في رضى الوالد وسخط الرب في سخط الوالد)(ترمذی مشکوٰۃ :۲/۴۱۹)حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :"اللہ تعالیٰ کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی پر ہے"۔

۱۲۔ **حج مبرور :** حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا :(مامن ولد بار ينظر إلى والديه نظرة رحمة إلاكتب الله له بكل نظرة حجة مبرورة ، قالوا: وإن نظر كل يوم مائة مرة، قال: نعم! الله أكبر و أطيب)(رواہ البیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ :۲/۴۲۱) یعنی :"حسن سلوک کرنے والی اولاد جب بھی نظرِ رحمت سے اپنے ماں باپ کو دیکھے تو ہر نظر کے عوض اللہ جل شانہ حج مبرور کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی : اگرچہ روزانہ سو بار دیکھے، تب بھی یہی ثواب ہے ؟ توآپؐ نے فرمایا : ہاں ! اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور بہت زیادہ پاک ہے"۔

۱۳۔ **ماں باپ کو ہنسانا :** سعادتمند اور خوش نصیب اولاد کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے کہ میرے پیارے والدین مجھ پر ناراض نہ ہوں بلکہ خوش خوش رہیں اور ان کو خوش رکھنے کیلئے مختلف مواقع کی جستجو ہوتی ہے، اسی بناپر رحمتِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا :(لنومك على السرير بين والديك تضحكهما ويضحكانك......) (رواہ البیہقی عن ابن عمرؓ بحوالہ درمنثور :۴/۱۷۳) ترجمہ :"والدین کے درمیان تیرا چارپائی پر اس طرح سونا کہ توان کو ہنساتا ہو اور وہ تجھے ہنساتے ہوں......"۔

۱۴۔ **عمر میں اضافہ :** حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رحمتِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا :(من أحب أن يمدالله في عمره ويزيد في رزقه فليبرّ والديه ويصل رحمه)(بیہقی،درمنثور :۴/۱۷۳) ترجمہ : "جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اس کے رزق میں فراخی کرے تو اس کو چاہئیے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ درازیٔ عمر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اوقات میں برکت عطا فرماتا ہے اور بندہ چھوٹی عمر میں بہت سے اعمال کر ڈالتا ہے جو اچھے اچھے لوگ بڑی عمر میں بھی نہیں کرپاتے اور پھر اس کے بعد بھی اس کا ذکر نیک نامی کے ساتھ باقی رہتا ہے، گویا کہ وہ ابھی تک مرا ہی نہیں۔

۱۵۔ **والدین کے فرمانبردار کی قبولیتِ دعا :** امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں کتاب الادب باب اِجابۃ دعاء من أبر والدیہ کے تحت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث لائے ہیں، کہ امامِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا :" تین شخص راستہ میں جارہے تھے اتنے میں بارش شروع ہوگئی تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے ، اتفاقاً پہاڑ کا ایک بڑا پتھر غار کے منہ پر آگرا، جس سے غار کا منہ بند ہوگیا۔ اب کیا کریں ؟ آپس میں صلاح کرنے لگے کہ یہاں سے رہائی

مشکل ہے۔ لہذا (أنظروا أعمالاً عملتموها لله صالحة فادعوا الله بها لعله يفرجها) ترجمہ: "تم لوگوں نے جو جو نیک اعمال خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کئے ہیں، ان کے وسیلہ سے دعا مانگو، شاید کہ اللہ تعالیٰ یہ مشکل آسان کردے۔ ان میں سے ایک نے کہا: (أللهم إنه كان لي أبوان شيخان كبيران ولي صبية صغار كنت أرعى عليهم...... فإن كنت تعلم أني فعلت ذالك ابتغاء وجهك فافرج لنا فرجة نرىٰ منها السماء ففرج الله لهم حتى يرون منها السماء) (صحیح بخاری مترجم: ۳/۳۹۸ مشکوٰۃ: ۲/۴۲۰)

ترجمہ: "یااللہ تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ دونوں ضعیف بوڑھے تھے اور میرے بچے بھی چھوٹے چھوٹے موجود تھے، میں ان کی پرورش کیلئے ان جانوروں کو چراتا تھا، جب شام کو گھر آتا اور دودھ دوھتا، تو پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر اپنے بچوں کو پلاتا ایک دن ایسا ہوا کہ جانور ایک دور دراز درخت پر چرنے کیلئے چلے گئے اور مجھ کو دیر ہوگئی، میں شام تک نہ آیا، جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں، میں نے عادت کے مطابق دودھ دوھا اور صبح تک دودھ لئے والدین کے سرہانے کھڑا رہا، مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ ان کو نیند سے جگاؤں اور نہ میں نے اسکو پسند کیا کہ پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں، گو رات بھر میرے بچے میرے قدموں میں پڑے چلاتے رہے، دودھ مانگتے رہے...... مگر میں نے بچوں کو دودھ نہ پلایا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ یااللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا کیلئے کیا تھا تو پتھر کو غار کے منہ سے دور کردے۔ تاکہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے پتھر کو دور کردیا اور وہ آسمان کو دیکھنے لگے۔ (صحیح بخاری مترجم: ۳/۳۹۸، ۳/۳۹۹)

۱۶: **والدین کی وفات کے بعد اولاد کی دعا:** حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إذامات الإنسان انقطع عنه عمله إلامن ثلاث، صدقة جارية أوعلم ينتفع به، أوولد صالح يدعوله) (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/۳۲) یعنی: "جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے سب اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں کا (اس کو) نفع پہنچتا ہے۔ ۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ ۳۔ نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہے"۔ نیز ابوہریرۃؓ ہی کی روایت ہے، نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إن الله عزوجل ليرفع الدرجة للعبدالصالح في الجنة، فيقول: يا رب أنّىٰ لي هذه؟ فيقول: باستغفار ولدك لك) (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/۲۰۵۔۲۰۶) ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتے ہیں، تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے پروردگار! یہ درجہ مجھے کہاں سے حاصل ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تیری اولاد نے جو تیرے لئے مغفرت کی دعا کی تھی یہ اسکی وجہ سے ہے"۔

۱۷۔ **والدین کی خدمت کا صلہ:** حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (دخلت

الجنة فسمعت فيها قراء ة، فقلت: من هذا؟ قالوا: حارثة بن النعمان كذالكم البر،كذالكم البر وكان أبرالناس بأمه) (شرح السنۃ بحوالہ مشکوٰۃ: ۲/ ۴۱۹) ترجمہ: "میں بحالتِ خواب جنت میں داخل ہوا، وہاں میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، تو میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کی آواز ہے؟ تو مجھے آواز آئی کہ یہ حارثہ بن نعمانؓ کی آواز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں باپ سے نیکی کا صلہ اسی طرح ہے، ماں باپ سے نیکی کرنے کا ثواب اسی طرح ہے اور حارثہ بن نعمانؓ اپنے ماں باپ کے ساتھ بہت نیکی کرتا تھا"۔ رضی اللہ عنہ مذکورہ حدیث پر غور فرمائیں کہ حضرت حارثہ بن نعمان کی تلاوتِ قرآن پیغمبر آخر الزمان ﷺ نے جنت میں سنی جوان کے اعزاز کی علامت ہے اور یہ اعزاز والدہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اسی لئے پیغمبر اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (الجنة تحت أقدام الأمهات) ترجمہ: "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جاہمہؓ امامِ کائنات ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے جہاد کرنے کا ارادہ کیا ہے اور آپ ﷺ سے مشورہ کی غرض سے حاضر ہوں، تو آپؐ نے فرمایا: (هل لك من أم؟ قال: نعم! قال: فالزمها فإن الجنة عند رجلها) (نسائی، بیہقی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ: ۲/ ۴۲۱) ترجمہ: "کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ تو جاہمہؓ نے عرض کی: جی ہاں! زندہ ہے، فرمایا: بس تو اسی کی خدمت میں لگا رہ، کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے"۔

۱۸۔ **خالہ سے حسنِ سلوک**: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہؐ! (أصبت ذنباً عظيماً فهل لي من توبة؟ فقال: هل لك من أم؟ قال: لا. وقال: هل من خالة؟ قال: نعم! قال: فبرها) (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ: ۲/ ۴۲۰) ترجمہ: "میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں! فرمایا کیا تیری خالہ زندہ ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! فرمایا: بس اسی کے ساتھ حسنِ سلوک کر"۔

ایک کبیرہ گناہ کے کفارہ کیلئے نبی رحمت ﷺ نے خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا کہ ماں نہیں تو ماں کی ہمشیرہ کے ساتھ حسن سلوک کر کے اپنے گناہ کی بخشش کر لو، والدہ اور خالہ کا خونی رشتہ ہونے کی بنا پر خالہ کا بھی بہت اعلیٰ مقام ہے۔ نبی کائنات ﷺ نے تو رضاعت کے رشتہ کو بھی بہت اہمیت دی ہے۔

۱۹۔ **رضاعی والدہ کا مقام**: حضرت ابو الطفیلؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کائنات ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ مقامِ جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے: (إذ أقبلت إمرأة حتى دنت إلى النبي ﷺ فبسط لها رداء ه فجلست عليه فقلت من هي؟ قالوا: أمه التي أرضعته) (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ: ۳/ ۴۲۰)

ترجمہ: "اس موقع پر ایک عورت آئی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ گئی۔ آپؐ نے اس کیلئے اپنی چادر بچھا دی، جس پر وہ بیٹھ گئی۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آپؐ کی رضاعی والدہ ہے جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا"۔

**۲۰۔ والدین کا احترام:** حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں: (أتى رجل رسول الله ﷺ ومعه شيخ كبير، فقال: من هذا معك؟ قال: أبي، قال: لا تمشين أمامه، ولا تقعد قبله، ولا تدعه بإسمه ولا تستتب له) (ابن مردویہ بحوالہ درمنثور: ۴/۱۷۱) ترجمہ: "ایک شخص نبی ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرے والد صاحب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ (باپ کے احترام و اکرام کا خیال رکھ) اس کے آگے نہ چلنا، اس سے پہلے نہ بیٹھنا، اور اس کا نام لیکر مت بلانا اور اسکی وجہ سے گالی نہ دینا"۔

**۲۱۔ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے!** عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (الكبائر الإشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس، واليمين الغموس) (صحیح بخاری مشکوٰۃ: ۱/۱۷) ترجمہ: "کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، جھوٹی قسم کھانا"۔ کبیرہ گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔

آپ صرف مندرجہ بالا گناہوں کے متعلق اختصاراً چند سطور میں ملاحظہ فرمائیں:

**شرک**..... بلانزاع و اختلاف یہ مسلمہ امر ہے کہ نبی کریم ﷺ امت کی ہدایت کے بہت زیادہ خواہشمند تھے اور مسلمانوں کے ساتھ کامل رأفت و رحمت اور شفقت کے جذبات اپنے اندر رکھتے تھے ارشاد ربانی ہے:

﴿لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم﴾ (التوبہ: ۱۲۸) ترجمہ: "بلاشبہ تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لاتے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں تم کو کسی قسم کی تکلیف پہنچنا ان پر بہت شاق ہوتا ہے وہ تمہارے بھلائی کے انتہائی خواہش مند ہیں بالخصوص مسلمانوں پر بڑے شفیق اور نہایت مہربان ہیں"۔ (کشف الرحمٰن مطبوعہ دہلی: ۱/۳۲۹) اور جب آپ دیکھتے کہ آپ ﷺ کی قوم دعوتِ حق کو ٹھکرا کر راہِ حق سے گریز کر رہی ہے تو آپ ﷺ کو اس کا اتنا قلق ہوتا کہ رنج و صدمہ کی وجہ سے آپؐ کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا، قرآن کریم نے بایں الفاظ واضح فرمایا: ﴿فلعلك باخع نفسك على آثارهم إن لم يؤمنوا بهذا الحديث أسفاً﴾ (الکہف: ٦) ترجمہ: "اے پیغمبر! اگر یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہ لائے تو کیا آپ ان کے پیچھے غم کھاتے کھاتے اپنی جان کھو بیٹھیں گے"۔ (کشف الرحمٰن: ۱/۴۶۸) امت کیلئے آپؐ کی

اس کامل ہمدردی اور شفقت کا نتیجہ تھا کہ آپؐ حتی المقدور جنت کے حصول کی صورتوں اور ان کی ترغیب، دوزخ سے بچنے کی راہوں اور ان سے پرہیز کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ لیکن عرب شرک کی ناؤ میں ڈوبے ہوئے تھے اور بت پرستی کی زندگی میں شرابور تھے اس کے علاوہ ان گنت مصیبتوں اور نافرمانی میں غرق تھے لیکن رسول اللہ ﷺ خاص طور پر شرک سے بچنے کی تاکید فرماتے چنانچہ جو صورتیں مکی زندگی کے پس منظر میں نازل ہوئیں ان میں خاص طور پر شرک اور بت پرستی سے نفرت اور خالص توحید کی تعلیم نمایاں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی بے شمار آیات شرک کی تردید میں وارد ہیں۔

پھر عقل و وجدان اور عدل و انصاف کی رو سے بھی دیکھا جائے تو شرک حد درجہ قبیح فعل ہے، اس سے انسانیت کا اعزاز پامال ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خاص اعزاز سے نوازا پھر شرک کا ارتکاب کر کے انسان اپنے ہی جیسے ناپاک قطرے سے پیدا شدہ مخلوق کے سامنے جھکتا ہے، آس و امید لے کر اس کے سامنے روتا اور گڑگڑاتا ہے جس سے شعور و ادراک کی قدریں پامال ہوتی ہیں، حالانکہ اس عقل و دانائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عز و شرف بخشا، پھر عقل سے علم و فن کی تحصیل ہوتی ہے اور صنعت و حرفت میں نت نئی ایجادیں عمل میں آتی ہیں، کائنات کے رموز و اسرار فاش ہوتے ہیں، ان سے کشید کیے گئے نکات سے انسان کائنات کو اپنا تابع فرمان لیتا ہے تو یہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ جہاں انسان کو اتنے اوصاف اور اعلیٰ امتیاز حاصل ہوں۔ وہاں یہ کیونکر بجا ہوگا کہ انسان اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کرے اور اپنے خالقِ حقیقی کی مسند پر اس کی مخلوق کو بٹھائے۔ فافہم و تدبر

**قتلِ نفس:** سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۸ میں شرک کے بعد قتل نفس کا تذکرہ فرمایا اور اس کی سزا یہ بتائی:

﴿ومن يفعل ذالك يلق أثاماً يضاعف له العذاب يوم القيامة ويخلد فيه مهاناً﴾ ترجمہ: "اور جو شخص مذکورہ برے کام (شرک، قتل، زنا) کرے گا وہ گناہوں کا وبال دیکھے گا اور اس کو قیامت کے دن دوچند عذاب کیا جائے گا۔ اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا (کشف الرحمٰن: ۲/ ۵۸۳)

أثاما۔ جہنم میں ایک وادی کا نام ہے یا دوزخ کا ایک کنواں ہے۔ (بحوالہ ابن کثیر)

ایک باہوش قاری دوسرے فقروں پر نہیں صرف اسی ایک فقرے ﴿يلق أثاماًo يضاعف له العذاب......﴾ پر غور کرے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ یہ کتنی بڑی وعید ہے جس سے صاحبِ ایمان مسلمان کا دل لرز اٹھتا ہے، پرہیزگاروں کے دل ہی نہیں بلکہ پتھروں کے دل بھی لرز اٹھتے ہیں۔ اب دوسری آیت ملاحظہ فرمائیں:

﴿ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاء ه جهنم خالداً فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعدله عذاباً عظيماً﴾ (النساء: ۹۳) ترجمہ: "جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کردے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ وہ اس میں پڑا رہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا عذاب تیار

کرر کھا ہے۔ (کشف الرحمن: ۱/ ۱۴۶) کس قدر تیز و تند اور سخت پھٹکار ہے ان مجرموں کیلئے جو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا اور اللہ کی لعنت برستی ہو گی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور اور اس کی شفقتوں سے محروم ہوں گے.... ان گونا گوں سزاؤں اور شدید عذاب کے بعد اب بھی کوئی مسلمان کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے کیلئے اپنے قدموں کو جنبش دے گا؟؟؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (لزوال الدنيا أهون عند الله من قتل رجل مسلم)(صحیح مسلم، نسائی، ترمذی) ایک مسلمان کے ناحق قتل کے مقابلہ میں ایک دنیا کو تباہ کر دینا اللہ کریم کے نزدیک کہیں زیادہ آسان ہے بلکہ حضرت ابو سعید الخدریؓ کی روایت میں ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (لوأن أهل السماء وأهل الأرض اشتركوا في دم مؤمن لأكبهم الله في النار)(ترمذی: حدیث حسن غریب) ترجمہ: "اگر آسمان اور زمین والوں نے کسی مومن کو قتل کرنے میں مل جل کر حصہ لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ منہ کے بل انہیں جہنم میں ڈالے گا"۔

اس مضمون کی متعدد آیات و روایات مذکور ہیں جن سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ شرک کے بعد سب سے بدترین گناہ قتل النفس ہے اور اس سے اقبح گناہ یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کو قتل کرے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے عیاں ہے۔ کہ امام کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إن أشد الناس عذاباًيوم القيامة من قتل نبياً أوقتله نبي أوقاتل أحدأبويه)(الحدیث بیہقی درمنثور: ۴/ ۱۷۴۔ مشکوٰۃ: ۲/ ۳۸۷) ترجمہ: "بلاشبہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب والا وہ شخص ہو گا جس نے کسی نبی کو قتل کیا، یا جس کو نبی نے قتل کیا، یا جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کیا"۔ (جاری ہے)

## ایمانداری

ایمانداری کا روپے پیسے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ میں نے زندگی میں ایسے سینکڑوں لوگ دیکھے جو انتہائی غریب تھے۔ لیکن انتہا درجے کے ایماندار تھے۔ اور میں ایسے ہزاروں لوگوں سے بھی واقف ہوں جو چاندی کی پلیٹوں میں سونے کے نوالے کھاتے ہیں۔ جنہیں خود اپنی دولت کا اندازہ نہیں۔ لیکن وہ پرلے درجے کے بددیانت اور حریص ہیں۔

لیکن میرے بھائیو! یقین کر لو تم میں سے جب بھی کوئی بددیانتی کا مرتکب ہو گا، تو اس کا سبب اخراجات اور ذمہ داریاں نہیں ہوں گی۔ بلکہ ایمان کی کمزوری، حرص اور لالچ ہو گا۔

ملک اورنگ زیب خان اعوان
ڈی ایس پی سٹی جہلم